OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.01(22)u12.160-168

مولانا عبدالحق ؒ کی علمی، سماجی اور سیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ

An over view about Maulana Abdul Haqq's educational, social and political contributions

Dr. Syed Hidayat Ullah Jaan
GOMAL University, D.I Khan.
Email: hidayatkhan421@gmail.com

Haris Ullah
Department of Islamic studies and research, The university of Agriculture, DI Khan, KP, Pakistan.
Email: lohokalam@gmail.com

Syed Latif Ullah Jaan
Ph.D scholar, Islamia College University, Peshawar.

Received on: 14-01-2022 Accepted on: 17-02-2022

Abstract

Maulana Abd-ul-Haqq was a great and famous Islamic scholar, basically his family was migrated from Afghanistan centuries ago and settled in Akora Khattak (Khyber PakhtunKhwah, Pakistan). He was belonged to a religious family, His father was also a religious scholar. He received his primary education at home and at last visited university of "Darul Uloom Deoband India" for higher education, late after he founded "Darul Uloom Haqqania Akora Khattak, Kp, pakistan" which is one of the best Islamic teaching university among the world, He not only contribute in the education field only but also play a well-known role in the social affairs and in the national politics as well that's why He reformed various traditions of marriage and grief. He fully opposed the Ahmadiyya's movement on the floor of the assembly. Here we get an over view about is educational, social and political contributions that shows various fruitful dimensions about his life.

Keywords: Home, Happy, Birth, service, social, political etc.

شجرۂ نسب Linage

آپؒ کا شجرۂ کچھ یوں ہے:

''عبدالحق بن الحاج مولانا المکرم معروف گل بن الحاج میر آفتاب بن عبدالحمید''۔[1]

آبائی علاقہ Home Town

مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں:

"آپ کے جدامجد صدیوں قبل افغانستان کے صوبہ غزنی کے علاقے غوڑہ مرغئ سے محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاقے اکوڑہ خٹک منتقل ہوئے اور یہیں پر آباد ہوئے۔[2]

ولادت باسعادتHappy Birth

آپ کی سنِ پیدائش بارے تین اقوال مشہور ہیں:

"۱۹۱۰ء/۱۳۲۸، ۱۹۱۲ء/۱۳۳۰ھ یا۱۹۱۴ء/۱۳۳۲ھ"۔[3]

علمی پس منظرEducational background

مولانا عبدالقیوم حقانی مزید لکھتے ہیں:

"قرآن مجید، پنج گنج اور خلاصہ والد صاحب نے پڑھایا پھر نظم کی کتب سکندر نامہ تک حضرت حاجی صاحب ساکن مسجد قصابان جو کہ بڑے بزرگ اور سیاح عالم دین تھے، سے پڑھی۔ مولانا عبدالقادر صاحب سے زنجانی پڑھی۔ خط و کتابت مقامی دو دیندار عالموں سے سیکھی جن کے نام الحاج تاج محمد جب کہ دوسرے کا نام شیخ محمد عمر تھا آپ نہ کسی سکول گئے اور نہ ہی انگریزی سیکھی۔ پہلا تعلیمی سفر آٹھ برس کی عمر میں قصبہ اکھوڑی ضلع اٹک کا اختیار کیا، کچھ عرصہ پشاور کے مضافات میں ملوگی کے مقام پر کوہستان باباجی کے نام سے مشہور بزرگ کے بھی زیر تربیت رہے جو نحو میں بڑے ماہر تھے متقی اور زاہد تھے کافیہ پانچ سال میں پڑھاتے تھے تقریباً دو سال ان کی شاگردی میں رہے اس کے بعد علاقہ چھچھ کی طرف سفر کیا اور شرح جامی مولانا عبداللہ جان سے پڑھی، وہاں قیام وطعام کا مسئلہ مشکل تھا اس لئے من پور گئے وہاں سے آتے جاتے تھے۔ اس کے بعد موضع طورو مردان گئے وہاں منطق کے رسائل پڑھے بدیع المیزان پڑھی، چیکسر کے صاحبِ حق سے ملا حسن کا مقدمہ پڑھا پھر والد صاحب نے اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند بھیجا آپ ہندوستان کے شہروں امروہہ، میرٹھ اور کلکتہ سے ہوتے ہوئے ۱۲ شوال ۱۳۴۷ھ کو ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے اور یہاں منطق و فلسفہ، فقہ، حدیث، تفسیر اور علوم عصریہ کی تحصیل کی۔ ۱۳۵۲ھ میں فراغت ہوئی اور سند حاصل کی۔ آپ کی علمی فقاہت کے پیش نظر آپ کو پشاور یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے بھی نوازا"۔[4]

علمی مجاہداتEducational struggles

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ لکھتے ہیں:

"شیخؒ فرماتے ہیں کہ مجھے خود یاد ہے کہ زمانۂ طالب علمی میں کئی کئی مہینے صرف ایک روٹی پر اکتفا کرتے پہلی مرتبہ دیوبند میں جب گیا تو داخلہ بند تھا وہاں سے میرٹھ چلا آیا استاد نے فرمایا یہاں گذارہ مشکل ہے، اگر ایک وقت کھانے پر صبر کرو تو میں دو چپاتیوں اور دال کا انتظام کر دوں، میں نے اسے بھی غنیمت جانا۔ ایک غزنوی طالب علم نے "اللہ اسے رحمتوں سے مالا مال کر دے" ایک وقت کا کھانا پیش کر دیا، کافی دنوں بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ ایثار کر رہا ہے اور دوپہر کا کھانا مجھے دے کر خود بھوکا رہتا ہے۔ دو چار ماہ میرے اسی حال میں گذرے۔ زمانہ طالب علمی کا

ایک واقعہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا گرمی کا موسم تھا مکئی اور گھاس کے پتے اور ساگ کھانے کے لئے ملتا تھا۔ سحری کے لئے پاؤ آدھ سیر چھاچھ، بھی محلہ کے لوگ نمبر وار مسجد میں لاتے تھے"۔ [5]

مشہور اساتذہ کرامFamous Teachers

آپؒ کے چند مشہور و نامور مشائخ درجہ ذیل ہیں:

1. "حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی (ان سے آپ نے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھی)
2. حضرت مولانا اعزاز علی صاحب (ان سے آپ نے بیضاوی، ہدایہ آخرین اور موطا امام مالکؒ پڑھی)
3. حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی (ان سے پ نے مسلم شریف، توضیح تلویح اور مسلم الثبوت پڑھی)
4. حضرت مولانا رسول خان صاحب (ان سے آپ نے طحاوی شریف اور شرح عقائد پڑھی)
5. حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب (ان سے آپ نے مشکوۃ شریف اور شرح نخبہ پڑھی)
6. حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب (ان سے آپ نے جلالین شریف پڑھی)
7. حضرت مولانا مرتضی حسن چاندپوری (ان سے آپ نے ابن ماجہ شریف پڑھی)
8. حضرت مولانا اصغر حسین دیوبندی (ان سے آپ نے ابوداود شریف پڑھی)
9. حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری (ان سے آپ نے ہدایہ اولین پڑھی)
10. حضرت مولانا عبدالقادر (ان سے آپ نے زنجانی پڑھی)"۔ [6]

ابتدائی تدریسی خدماتEarly teaching services

ابتدائی تدریسی خدمات بارے مولانا عبدالقیوم حقانی نے لکھا ہے:

"دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آبائی گاؤں اکوڑہ خٹک آئے اور گھر سے متصل مسجد میں درس و تدریس کی ابتدا کی، صبح و شام درس و تدریس میں مشغول رہتے جوں جوں حلقۂ درس بڑھتا گیا تو ضرورت اس بات کی پیش آئی کہ کیوں نہ آپ کے لیے ایک مدرسہ کا انتظام کر دیا جائے چنانچہ اس بات کے پیش نظر انجمن تعلیم القرآن کے نام سے ایک اسلامی سکول کی بنیاد رکھ دی گئی"۔ [7]

دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدماتTeaching services at Darul Uloom Deoband

مولانا عبدالقیوم حقانی مزید لکھتے ہیں:

"کچھ عرصہ بعد دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ مولانا مبارک علی صاحبؒ نائب مہتمم اور مولانا عبدالسمیع صاحبؒ نے آپ کو تدریسی خدمات انجام دینے کی پیشکش کی اور اس پر اصرار فرمایا۔ آپ نے یہ دعوت قبول کر لی اور وہاں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی قابلیت کا عالم تھا کہ آپ نے ابتدا ہی سے طلبہ کو اپنا گرویدہ بنا لیا جلد ہی آپ دیوبند کی اعلیٰ درجے کی کتابیں پڑھانے لگے، صرف دارالعلوم دیوبند میں

آپ سے فیض پانے والے طلبہ کی تعداد تین ہزار/ ۳۰۰۰ سے زائد ہے جو ملک اور بیرون ملک دین اسلام کی خدمت میں مشغول ہیں"۔ [8]

قیام دارالعلوم دیوبند ثانی Second Darul Uloom Deoband's foundation

سن ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ کے والد مرحوم نے آپ کو دوبارہ دیوبند جانے کی اجازت نہ دی اور یوں درس وتدریس کا یہ سلسلہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قیام کی صورت میں پاکستان میں جاری ہو گیا، چنانچہ آپ نے ۲۳ ستمبر ۱۹۴۷ء آپ کی یہ جامعہ بعد میں دارالعلوم دیوبند ثانی کے نام سے مشہور ہوا جو آپ تک اپنا فیض جاری کیے ہوئے ہے۔ [9]

خدمات بیعت وارشاد Baith and guidance services

اس بارے مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں:

"درس وتدریس کے ساتھ ساتھ وعظ وخطابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ دن کو درس دیتے اور رات کو اجتماعات میں شرکت کرتے جہاں لوگوں کی اصلاح کے لئے وعظ و تقریر کا اہتمام فرماتے۔ آپ مستقلاً امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے اور جمعہ کا خطبہ بھی دیتے۔ ان خطبات میں سے کچھ "دعوات حق" کے نام سے تین مجلدات شائع ہو چکے ہیں، جہاں تک کسبِ فیض اور تلقین کی بات ہے تو آپ کو جناب فقیر صاحب جنہیں آپ سے بے حد محبت تھی۔ آپ کی اعلی استعداد کے پیش نظر انھوں نے آپ کو مجاز بیعت بنایا، حضرت مولانا اصغر حسینؒ دیوبندی کی بھی آپ پر خصوصی شفقت تھی انھوں نے بھی آپ کو اپنا خلیفۂ مجاز مقرر کیا اس طرح مشہور شیخِ طریقت خواجہ عبدالمالک صدیقی ملتان والے نے بھی از راہ محبت خود ہی آپ کو خلافت عطاء فرمائی تھی آپ خود بھی اپنا محاسبہ فرماتے اور لوگوں کو بھی اپنے فیض سے نوازتے۔ [10]

سماجی وسیاسی خدمات Social and Political contributions

آپ جہاں ایک طرف شیخ الحدیث اور ایک مایہ ناز روحانی شخصیت کے حامل تھے تو دوسری طرف ایک بہترین مصلح اور بہترین سیاسی وسماجی خوبیوں کے حامل بھی تھے جن کا اندازہ آپ کی اَن گنت سیاسی خدمات بے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، ذیل میں چند نمایاں خدمات کا ذکر کیا جاتا ہے:

تحریک آزادئ ہند Indian Independence Movement

مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں:

"دارالعلوم دیوبند کے استاد بالخصوص شیخ مدنیؒ سے انھیں اکتساب فیض حاصل ہوا تو انھوں نے اس تلمیذ کے شعلہ کو اور بھڑ کایا لہذا قیام پاکستان سے قبل تحریک آزادی ہند میں آپ نے اپنے اساتذہ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی"۔ [11]

دینی اور آئینی خدمات Religious and constitutional services

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحقؒ لکھتے ہیں:

"۱۹۶۹ء میں جب علماء کے درمیان سوشلزم وغیرہ کے مسائل پر شدید اختلافات پیدا ہوئے تو فریقین کی مصالحت کے لئے جن چند دانشوروں

پر نظر پڑی ان میں آپ بھی شامل تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے بہت کوششیں کیں اور کراچی تک کے اسفار کیے۔ یوں بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا"۔[12]

اسی طرح مولانا عبد القیوم حقانی لکھتے ہیں:

"۱۹۷۰ء میں جب کہ نظریاتی انتشار بالخصوص سوشلزم (Socialism) اور علاقائی و گروہی سیاست نے ملک کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی تھیں اور ایک مضطرب ماحول میں صدر یحیٰ خان نے آئین کی تشکیل کے لئے آزادانہ الیکشن کا اعلان کر دیا تھا جس کے نتیجے میں قانون ساز ادارے کا وجود عمل میں آنا تھا جس میں اسلام کی بالادستی، عملی نفاذ اور اسلامی معاشرے کا قیام اور اس سلسلے میں سیاسی تگ و دو اور جد وجہد علماء اسلام کا بنیادی فرض تھا۔ حضرت شیخؒ اپنی گوناگوں مصروفیات اور افتادِ طبع کے باعث انتخابی سیاست کے ہنگاموں سے کوسوں دور تھے جب کہ ضعف، عوارض و علالت اور بے پناہ مصروفیات میں بھی گھرے ہوئے تھے اس مصروفیت نے طبعیت کی ناسازی میں کردار ادا کیا اور آپ صاحب فراش ہوئے"۔[13]

قومی انتخابات National Elections

مولانا زاہد الراشدی لکھتے ہیں:

"مولانا عبد الحق تین مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے:

1. حضرت مولانا عبد الحقؒ تین/۳ مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں اجمل خٹک جیسے معروف سیاست دان کو مولانا مرحوم کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔
2. ۱۹۷۷ء میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ نصر اللہ خٹک اپنی تمام تر فتنہ سامانیوں کے باوجود شکست کھا گئے۔
3. ۱۹۸۵ء میں انہیں چارپائی پر پڑے ہوئے ہی علاقہ کے لوگوں نے قومی اسمبلی کا رکن چُن لیا"۔[14]

مولانا عبد القیوم حقانی بھی آپ کی انتخابی کامیابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئی لکھتے ہیں:

"۱۹۷۳ء کے آئین میں آپ نے تقریباً دو سو ترامیم کیں، ۱۹۷۷ء میں پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی قیادت کے فیصلے اور کاغذات نامزدگی داخل کرنے سے ایک رات قبل جمعیت کے بعض اراکین کے شدید اصرار پر آپ دوبارہ قومی اسمبلی کے امیدوار کی حیثیت سے الیکشن کے لئے تیار ہو گئے۔ مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے صدر اور صوبہ کے وزیر اعلی جناب نصر اللہ خٹک تھے مگر شیخ الحدیثؒ کی محبوبیت اور مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ قوم نے آپ کے مقابلہ میں وزیر اعلی کو ووٹ نہیں دیا اور آپ نے بھاری اکثریت سے وزیر اعلی کو شکست دی بلکہ کئی مقامات پر تو وزیر اعلی خود جگہ جگہ یہ کہتے پھرتے تھے: میں کس طرح الیکشن جیتوں میرے مقابلے میں تو اس زمانے کا پیغمبر کھڑا ہو گیا ہے (نعوذ باللہ) یہاں تک کہ اپنی پارٹی کے لیڈر ذوالفقار علی بھٹو کو بھی خٹک صاحب نے یہی کہا کہ مجھے کیوں ڈانٹتے ہو یہ مقابلہ آپ سے بھی نہ ہو سکے گا"۔[15]

غلط پالیسوں کی تردید Denial of wrong polices

مدارس سے متعلق جنرل یحیٰ خان کی نئی تعلیمی پالیسی کے نفاذ اور مدارس کو قومی دھارے میں شامل کرنے کی غلط پالیسوں کا آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، نیز آپ نے اس فیصلے کی سختی سے تردید کی جس کے نتیجے میں تمام حضرات نے اس رائے کو متفقہ طور پر منظور کیا اور مدارس کو حکومتی تحویل میں دینے سے انکار کیا اور حضرت شیخؒ کی سفارشات پر عمل کیا گیا۔[16]

سوشلزم کا ردّ Denial of socialism

مولانا عبدالحق حقانی لکھتے ہیں:

"مولانا عبدالحقؒ نے قومی اسمبلی میں سوشلزم کے خلاف ایک یادگار تقریر کی شیخ رشید نے سوشلزم کے لئے آئین کی دفعہ میں ترمیم کا بل پیش کیا کہ پاکستان کی بنیاد سوشلزم پر ہوگی۔ شیخ الحدیث نے اس ترمیم کے خلاف تقریر فرمایا: صدر محترم! یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم نے ملک کو ایک اسلامی آئین دینا ہے اور الحمدللہ ملک کے تمام نمائندے مسلمان ہیں اس لئے ایسی چیزوں سے بچنا اہم ہے جو ہمیں اسلام سے دور لے جائیں۔ نظریہ پاکستان کے مطابق آئین میں درج ہے کہ ملک کا قانون اور مذہب اسلام ہوگا اس لئے کوئی ایسا حکم جو اسلام کے مخالف ہو نافذ نہیں ہو سکتا۔ سوشلزم میں ایک پارٹی سیاہ و سفید کی مالک ہوتی ہے جبکہ سرمایہ داری کا مطلب خود مختار ملکیت ہے جو اللہ کے قانون کے ساتھ متصادم ہے۔ اسلام دونوں کا مخالف ہے، میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ اس ترمیم سے ملک میں بدنامی ہوگی اس لئے اللہ کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک کو اسلامی قانون کے ذریعے بچایئے اور اسلام کے معاملہ میں کسی شئے کی رعایت نہ کریں۔ بعد میں جب نسیم خان سوشلزم کے حق میں الجزائر وغیرہ کے حوالے شروع کئے تو مولانا عبدالحقؒ نے پوائنٹ آف آڈر (Point of order) پر کہا کہ ہم نے معاشیات کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھنی ہے نہ کہ الجزائر یا دوسرے ممالک کی تقلید پر۔ علاوہ ازیں شیخ الحدیثؒ نے اسلام کی بالادستی یا پارلمینٹ کی اس تحریک پر بھی زبردست تقاریر کیں اور مخالفین کو مبہوت کر دیا"۔[17]

خدمات کا خلاصہ Contributions summery

اس حوالے سے مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں:

1. "آپ نے نئی نسل کی تربیت اور دینی تعلیم کے فروغ کے لئے اولاً تعلیم الاسلام سکول کی بنیاد رکھی۔ حسین احمد مدنیؒ نے شیخ الحدیث کی دعوت پر اس کا سنگ بنیاد رکھا بعد میں اس کی کلاسیں ہائی سکول تک بڑھادی گئیں۔
2. دارالعلوم حقانیہ کے نام سے ایک تعلیم گاہ قائم کی جو آہستہ آہستہ ترقی کرتے جنوبی ایشیا میں دیوبند کے بعد دوسری عظیم اسلامی یونیورسٹی بن گئی۔
3. نفاذِ شریعت کی خاطر آپ نے ملک بھر میں اصلاح وارشاد کے پیش نظر بڑے بڑے دینی اجتماعات میں وعظ و تقریر کا سلسلہ جاری رکھا۔

4. جہالت، بدعات، رسومات، عریانی و فحاشی کے خلاف زبردست تحریکیں چلائیں شادی بیاہ کے موقع پر غیر شرعی رسومات کا اصلاحی مقابلہ کیا چنانچہ عوام میں شادیوں کا رواج بے جا مصارف کے بغیر شریعت کے مطابق انجام پانے لگا اور لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔

5. باطل فتنوں مثلاً خاکسار فتنہ، فتنہ قادیانیت کے خلاف اسمبلی میں زوردار تحریکیں پیش کیں اور ان کی اسلام دشمن سازشوں کو بے نقاب کیا۔

6. ۱۹۷۴ء کی مشہور تحریک ختم نبوت کے نائب صدر رہے اس تحریک کی صدارت اور قیادت کے لئے مولانا سید یوسف بنوری کا نام بھی مولانا عبدالحق نے پیش کیا تھا جسے بالاتفاق منظور کر لیا گیا۔

7. صدر جنرل ضیاء الحق کے دور میں قادیانیت کے متعلق آیئنی ترامیم کے بارے میں خدشات اٹھے لیکن آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں یہ سازش ناکام ہوئی۔

8. مولانا عبدالحق نے قومی اسمبلی میں مسلمان کی ایسی جامع تعریف پیش کی کہ تنقید کرنے والے حیران ہو گئے۔

9. صدر جنرل ضیاء الحق نے جب نظام اسلام کا نعرہ لگایا تو آپ نے بڑے بیٹے کو وفاقی کونسل میں بطور نمائندہ بھیجا تاکہ شریعت کے جامہ میں بننے والا نظامِ اسلام قانونِ اکبر کے دینِ الٰہی جیسا نہ ہو۔

10. ۲۸ جون ۱۹۸۷ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں آپ نے متحدہ شریعت محاذ کے صدر کی حیثیت سے بجٹ میں تمام اراکین کے متفقہ بائیکاٹ کا اعلان کیا، محاذ کے بائیکاٹ کے بعد اسلامی پارلیمانی محاذ اور اپوزیشن کے اراکین نے بھی علامتی بائیکاٹ کر کے اس بائیکاٹ کو مؤثر بنایا جس کے نتیجے میں حکومت نے نظر ثانی کر لی، مگر نفاذ شریعت کے اصل مسئلے پر توجہ نہ دی۔ پارلیمانی تاریخ میں آپ کے اس اہم اعلان کا تاریخی مقام انشاءاللہ قائم رہے گا"۔[18]

11. آپ نے نہ صرف پاکستان بلکہ کشمیر، لبنان اور بیت المقدس تک کے مسلمانوں کی حالتِ زار کے لیے فریضۂ جہاد کو ابھارنے پر زور دیا اور اس بات پر زور دیا کہ ہمیں یہاں پر رہتے ہوئے اپنے دیگر مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی بھی خیر خبر لینی ہو گی۔[19]

نظریہ پاکستان اور اساسِ پاکستان Ideology and foundation of Pakistan

قومی اسمبلی میں دورانِ تقریر آپ کے نظریہ پاکستان اور اساسِ پاکستان کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

" پاکستان کی اساس "لا إله إلا الله" کے نعرہ پر قائم کی گئی لیکن مملکت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سراسر اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی ہے ، حکمران کی حکمرانی اس مقصد کے تحت ہو کہ وہ اللہ کے اختیارات کو اس کی منشاء کے مطابق نافذ کرے نہ کہ اپنی مفاد پرستی کو زیر نظر لائے... ہماری عوام نے "لا إله إلا الله" کا نعرہ سن کر جو سر دھڑ کی بازی لگائی وہ قربانیاں رائیگاں گئیں، چاہیے تو یہ تھا کہ پاکستان بنتے ہی "لا إله إلا الله" کا وعدہ پورا کرتے لیکن حکمران اس نظریاتی اساس کو بھول کر کرسیوں کے چکر میں لگے رہے۔[20]

مشہور تلامذہ Famous Students

چند مشہور و معروف تلامذہ درجہ ذیل ہیں:

1. "مولانا اسعد مدنی
2. مولانا مرغوب الرحمان مہتمم دار العلوم دیوبند
3. شیخ الحدیث شہید مولانا سمیع الحق (موصوف کے بڑے صاحب زادہ ہیں)
4. مولانا مفتی ولی حسن
5. مولانا عبدالقیوم
6. مولانا سلیم اللہ خان صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
7. مولانا فضل الرحمن قائد جمعیت علماء اسلام پاکستان
8. مولانا عبیداللہ انور
9. مولانا عبدالستار تونسوی
10. مولانا صدر الشہید
11. مولانا قاضی عبدالطیف
12. مولانا خان محمد کندیاں
13. مولوی یونس خالص
14. مولانا جلال الدین حقانی
15. مولانا فتح اللہ شہید رحمهم الله خاص طور پر قابل ذکر ہیں"۔[21]

وفات Death

مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں:

"وفات سے ایک روز قبل 6 ستمبر کو شام چار بجے آپؒ آئی سی یو (ICU) میں تھے، آپؒ پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ آپ نے تین بار اونچی آواز سے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر ایمان مجمل پڑھا اور پھر ایک حدیث پڑھی اس کے بعد آئی سی یو میں ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لائے اور مزاج پرسی کی آپؒ نے روحانی عافیت کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایمان نصیب ہو گیا ہے"۔[22]

نتائج Consequences

1. آپ ایک نامور علمی اور روحانی گھرانے سے وابستہ تھے۔
2. زمانۂ طالب علمی سے لے کر فراغت تک آپ علم و عمل کا ایک پُر نور اور مستقل مزاج شخصیت کے حامل تھے۔

3. آپ کی بنائی ہوئی جامعہ نہ صرف اُس دور میں علم کی روشنیاں پھیلا رہی تھی بلکہ آج بھی آپ کی اس محنت کے ثمرات برصغیر پاک وہند میں بالخصوص جب کہ تمام عالم میں بالعموم پائے جاتے ہیں۔

4. آپ ایک جامع صفات کی حامل شخصیت تھے جنہوں نے ہر میدان میں عوام وخواص کی راہنمائی کی۔

5. علمی خدمات ہوں یا پھر سیاسی و سماجی میدان آپ نے عملاً علمی، سماجی اور سیاسی زندگی گزار کر آنے والے ہر شخص کے لیے ایک بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔

سفارشات Recommendations

آپ کی کثیر الجہت اور نمایاں صفات کی حامل زندگی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ کی علمیت، روحانیت اور سیاسی و سماجی زندگی پر تحقیقی مقالے تحریر کیے جائیں تاکہ آنے والی نسل آپ کی تعلیمات و تجربات سے سیکھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

Reference

---

[1] -(a) Haqqani, Molana, Abdul Qayyum, Sheikh ul Hadees, Molana Abdul Haqq no; Mahnama Al-Haqq, 1993/1413, p28

(b) Al-Furqani, Al-Hanafi, Al-Sheikh, Al-Mufti, Haris Ullah, Mujim u Shuyookh fi asanidena lil Hadees e wa uloomihi, Dar ul kutub Printers, Muhalla jangi Qissa-khwani bazar, Peshawar, P100

[2] - Mahnama Al-Haqq, p28

[3] - Ibid

[4] - Ibid

To see the degree image search: Mahnama Sheikh ul Hadees Al-Hqaa no; p1195

5 - Haqqani, Sheikh ul Hadees, Molana, Sami ul Haqq, Dawaat e Haqq, Muetamer ul Musannefin, Akora Khattak –KP, Pakistan, vol2,p40

6 -Ibid, p58

[7] -Ibid,p82

[8] -Ibid

[9] - ur.m.wikipedia.org

[10] - Mahnama Al-Haqq, p32

[11] - Ibid, p84

[12] - Dawaat e Haqq, p525

[13] - Mahnama Al-Haqq, p567

[14] - Abu-Ammar, Molana, Zahid ur Rashidi, Haft roza Tarjuman e Islam, Lahore 23sep1988

[15] - Mahnama Al-Haqq, p35

[16] - Ibid, p84

[17] - Ibid

[18] - Ibid

[19] - (a) Ibid,p603,604

(b) Dawaat e Haqq, p510

[20] - Mahnama Al-Haqq,p595

[21] -Haqqani, Molana, Abdul Qayyum, Ifadat e Molana Abdul Haqq, Haqaiq us Sunan Sharh e tirmizi, Sawaneh e Sheikh ul Hadees, vol1, p5

[22] - Mahnama Al-Haqq, p95